

122639-آیت: ”الزانی لاینک حالاً زانیہ او مشرکۃ“ کی تفسیر

سوال

برائے مہربانی سورۃ النور کی آیت نمبر ایک دو اور تین نمبر آیت کی تفسیر بتائیں؟

پسندیدہ جواب

اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿زانی مرد سوائے زانیہ یا مشرک عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا، اور زنا کار عورت بھی بجز زانی یا مشرک مرد کے اور سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے﴾۔ النور (3)۔

مفسرین اس کی مراد میں اختلاف کرتے ہیں، کہ عقیف مرد زانیہ عورت سے اس وقت تک شادی نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت توبہ نہ کر لے، اور اسی طرح عقیفہ اور پاکباز عورت بھی کسی زانی مرد سے شادی نہیں کر سکتی جب تک وہ مرد توبہ نہ کر لے، اس میں دو قول ہیں:

پہلا قول:

یہ آیت حرمت پر دلالت کرتی ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول یہی ہے جیسا کہ ہم مفتی ابن قدامہ میں پاتے ہیں دیکھیں: (108/7)۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی بہت سارے دلائل کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

دیکھیں: مجموع الفتاویٰ الکبریٰ (15/315) اور (113/32)، اور اغاثة المصطفیان (65/1)۔

ہماری اس ویب سائٹ میں یہی قول اختیار کیا گیا جو کئی ایک سوالات کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے، اس کا مطالعہ کرنے

کے لیے آپ سوال نمبر (85335) اور
(96460) اور
(104492) کے جوابات کا مطالعہ کریں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول اسی
طرح ہے، لیکن امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے، اور انہوں نے زانی مرد یا
عورت کا نکاح جائز قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”مفسرین کا اس آیت کے بارہ میں واضح
اختلاف ہے، اور ہمارے ہاں جو یہ ہے اللہ اعلم جو ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ
یہ آیت منسوخ ہے، اس کی ناسخ آیت یہ ہے :

﴿اور تم میں سے جو مرد و عورت

بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی﴾۔ النور
(32)۔

تو یہ مسلمانوں میں سے بے نکاح مرد و
عورت ہیں، جیسا کہ ابن مسیب رحمہ اللہ کا کہنا ہے ان شاء اللہ اور کتاب و سنت
میں اس کے دلائل پائے جاتے ہیں ”انتہی
دیکھیں : الام (158/5)۔

دوسرا قول :

یہ اصلا حرمت پر دلالت کرتی ہے، اکثر
اہل علم کا قول یہی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے یہ
خبر ہے کہ زانی مرد صرف زانیہ یا مشرکہ عورت سے ہی وطئ کرتا ہے، یعنی اس مرد کی
زنا کاری کی مراد صرف وہی عورت پوری کرتی ہے جو زانیہ یا مشرکہ ہو جو اسے حرام نہ
جانتی ہو۔

اور اسی طرح ”زانیہ عورت بھی زانی
مرد کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتی“ یعنی زنا اور شرک کا گناہ کرنے والے کے
علاوہ کسی اور سے نہیں ”جو اس کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
مروی ہے کہ :

یہ نکاح کے ساتھ نہیں، بلکہ یہ جماع
ہے، اس سے زنا وہی کرتا ہے جو زانی اور مشرک ہے۔

اس کی سند صحیح ہے، اور کئی ایک طریق
سے مروی ہے۔

اور مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، اور
عروہ بن زبیر، ضحاک، مکحول، مقاتل بن حیان وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے ”انتہی

دیکھیں : تفسیر القرآن العظیم (9/6)
۔

ان دونوں اقوال کا منافیہ کرنے میں
بہت باریک بینی چاہیے، اس کی شرح و وضاحت علامہ امین شنفی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب
اضواء البیان میں کی ہے یہاں ہم اختصار کے ساتھ انکی کلام نقل کرتے ہیں :

”اس کتاب مبارک میں جو بیان پائے
جاتے ہیں اس کی انواع میں یہ بھی ہے کہ : بعض علماء اس آیت میں کوئی ایک قول کہیں،
اور اس قول کے صحیح نہ ہونے پر اسی آیت میں کوئی قرینہ پایا جاتا ہو، اس کی مثال
یہی آیت ہے :

اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ :

علماء کرام کا اس آیت میں نکاح سے
مراد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ اس آیت میں
نکاح سے مراد وطن ہے جو کہ نفس زنا ہے۔

اور اہل علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ :
اس آیت میں نکاح سے مراد عقد نکاح ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ : کسی بھی عقیقت شخص
کے لیے اپنے سے برعکس کسی زانیہ عورت سے شادی کرنا جائز نہیں، اور یہی قول کہ آیت
میں نکاح سے مراد شادی ہے ناکہ و طہی اس آیت میں ہی اس قول کے صحیح نہ ہونے پر ایک
قرینہ ہے، اور یہ قرینہ یہ ہے کہ آیت میں مشرک مرد اور مشرک عورت کا ذکر کیا گیا ہے؛
کیونکہ کسی مسلمان زانیہ شخص کے لیے کسی مشرک عورت سے شادی کرنا حلال نہیں۔

اس لیے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿اور تم مشرک عورتوں سے اس وقت تک
نکاح مت کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں﴾۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿نہ تو یہ عورتیں ان مردوں کے لیے
حلال ہیں، اور نہ ہی یہ مردان عورتوں کے لیے حلال ہیں﴾۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿اور تم کافروں کی عصمت کو مت روکو
﴾۔

اور اسی طرح مسلمان زانیہ عورت کے لیے
مشرک مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور تم مشرک مردوں سے اس وقت تک
نکاح مت کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں﴾۔

چنانچہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے
نکاح کسی بھی حال میں حلال نہیں، اور یہ ایک ایسا قرینہ ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے
کہ آیت میں نکاح سے مراد و طہی جو کہ زنا ہے نہ کہ عقد نکاح؛ کیونکہ مشرک اور مشرکہ
کے ذکر کے ساتھ عقد نکاح کی کوئی مناسبت نہیں۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ عفت و عصمت والے شخص کے زانی عورت کے نکاح میں علماء کرام کا اختلاف ہے، ایک گروہ جس میں آئمہ ثلاثہ شامل ہیں کہتا ہے کہ کراہت تنزیہی کے ساتھ زانی عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے، امام مالک اور ان کے اصحاب اور ان کو موافقت کرنے والوں کے ہاں کراہت تنزیہی کے ساتھ ان کے دلائل درج ذیل ہیں :

اللہ تعالیٰ کا عمومی فرمان ہے :

اور تمہارے لیے اس کے علاوہ حلال کی گئی ہیں۔

یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے زانی اور عقیقت دونوں کو شامل ہے۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عمومی فرمان ہے :

اور تم اپنے میں سے بے نکاح مرد و عورت کا نکاح کر دو۔

یہ آیت بھی زانی اور عقیقت عورت دونوں کو شامل ہے، اس میں ان کے دلائل یہ ہیں :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

”ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا :

میری عورت کسی چھونے والے کا ہاتھ واپس نہیں کرتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے علیحدہ کر دو تو وہ شخص کہنے لگا: مجھے خدشہ ہے کہ میرا دل اس کا پیچھا کریگا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: تو پھر اس سے فائدہ اٹھاؤ”

بلوغ المرام میں حافظ ابن حجر رحمہ
اللہ اس حدیث کے یہی الفاظ ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

”اسے ابو داؤد اور ترمذی اور بزار نے
روایت کیا ہے، اور اس کے رجال ثقافت ہیں، اور دوسرے طریق سے نسائی نے بھی ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

”تم اسے طلاق دے دو”

تو اس شخص نے عرض کیا: میں اس کے
بغیر صبر نہیں کر سکتا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اسے
رکھو ”اھماخوذ از بلوغ المرام۔

پھر یہ بھی معلوم ہو کہ جنہوں نے
زانی مرد اور زانی عورت کی شادی کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے اس آیت کا:

زانی مرد زانی عورت یا مشرکہ عورت کے
علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتا۔

کا جواب دو طرح سے دیا ہے:

پہلا جواب:

آیت میں نکاح سے مراد وطنی ہے جو
بعینہ زنا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس آیت سے زنا کی قباحت اور اس سے شدت نفرت بیان
کرنا مراد ہے؛ کیونکہ زانی شخص کے زنا میں زنا پر وہی عورت تیار ہوتی ہے جو شرک کی
وجہ سے خیس ہو اور اتنی گرمی ہوتی ہو کہ وہ اسے حرام نہ سمجھے یا پھر زانیہ اور
فاجرہ قسم کی عورت۔

اس قول کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے

فرمان:

اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔

کا اشارہ و طیٰ کی طرف ہے جو کہ زنا ہے،
اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس سے محفوظ رکھے، اس بنا پر مشرک اور
مشرک کے ذکر پر اس قول کے مطابق کوئی اشکال نہیں رہتا۔

دوسرا جواب :

ان کا کہنا ہے کہ : اس آیت میں نکاح
سے مراد شادی کرنا ہے، لیکن یہ آیت :
زانی مرد صرف زانی عورت سے ہی نکاح
کرتا ہے۔

اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے :

اور تم اپنے میں سے غیر شادی شدہ مرد
و عورت کا نکاح کر دو۔

اس کو منسوخ کہنے والوں میں سعید بن
مسیب اور امام شافعی رحمہما اللہ شامل ہیں۔

اور اس آیت کی تفسیر میں قرطبی رحمہ
اللہ کہتے ہیں :

”ابن عباس اور ان کے اصحاب سے مروی
ہے کہ اس آیت میں نکاح سے مراد و طیٰ ہے۔

اور ابن عباس صحابہ کرام میں سب سے
زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے ہیں، اور عربی زبان کے علم میں بھی ان کے متعلق کوئی
شک نہیں، چنانچہ اس آیت میں ان کا قول کہ یہاں نکاح سے مراد جماع ہے عقد نکاح نہیں
یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ یہ بھی فصیح عربی زبان میں جاری تھا۔

چنانچہ یہ دعویٰ کرنا کہ یہ تفسیر
عربی میں صحیح نہیں اور قبیح ہے کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول رد کرتا

ہے۔

اور اہل علم میں سے کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ زانی مرد کا عقیف عورت سے اور زانی عورت کا عقیف مرد سے شادی کرنا جائز نہیں، امام احمد کا مسلک یہی ہے، اور حسن اور قتادہ سے بھی مروی ہے، اس قول کے مالک علماء نے آیات اور احادیث سے استدلال کیا ہے :

اس آیت سے استدلال کرتے ہیں جس کے متعلق ہماری بحث چل رہی ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿زانی مرد سوائے زانیہ یا مشرک عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا، اور زانیہ عورت بھی بجز زانیہ یا مشرک مرد کے اور سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے﴾۔ النور (3)۔

ان کا کہنا ہے کہ: اس آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے، اور اس کی حرمت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے﴾۔ النور (3)۔

ان کا کہنا ہے: (ذکر) یہ زانی شخص کی غیر زانیہ یا مشرک کی طرف راجع ہے، اور زانی مرد کا عقیف عورت اور عقیف مرد کا زانی عورت سے شادی کی حرمت میں قرآنی نص ہے۔

اور انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے :

اور مومن پاکباز عورتیں، اور تم سے پہلے اہل کتاب کی پاکباز عورتیں بھی جب تم انہیں ان کے مردوں سے دو عفت اختیار کرتے ہوئے، نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے اور خفیہ طور پر دوستی لگاتے ہوئے۔

ان کا کہنا ہے کہ فرمان باری تعالیٰ :

عفت و عصمت اختیار کرتے ہوئے نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے۔

یعنی عفت و عصمت کے ساتھ نہ کہ زانی بن کر، اور اس آیت کا مفہوم مخالفت یہ ہوا کہ بدکار جو کہ زانی شخص ہے اس کا عفت مومن عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور نہ ہی اہل کتاب کی عفت اور پاکباز عورت سے۔
اور فرمان باری تعالیٰ ہے :

تم ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو، اور قاعدے کے مطابق ان کے مہران کو دو، وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں۔

تو یہاں فرمان باری تعالیٰ :

وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں۔

یعنی عفت و عصمت کی مالک ہوں زانی نہ ہوں، اور اس آیت کا مفہوم مخالفت یہ سمجھ میں آیا کہ اگر وہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں ہیں اور عفت و عصمت کی مالک نہیں تو ان سے شادی کرنا جائز نہیں۔

اس قول کے مالک کے دلائل میں یہ بھی شامل ہے کہ : اس آیت :

”زانی مرد زانی یا مشترکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہ کرے“

کے سبب نزول میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب عقد نکاح کے بارہ میں ہیں اور ایک بھی وطی اور جماع کے متعلق نہیں، اور اصول فقہ میں یہ مقرر ہے کہ سبب نزول کی صورت قطعی دخول ہے، اور سنت میں اس آیت کے متعلق کسے گئے قول کی تائید بھی ملتی ہے، کہ اس آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے، اور زانی مرد اپنے جیسی زانیہ عورت سے ہی شادی کریگا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”زانی جسے کوڑوں کی حد لگائی گئی ہو
وہ اپنے جیسی کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرتا“

ابن حجر رحمہ اللہ بلوغ المرام میں
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے متعلق کہتے ہیں :

اسے امام احمد اور ابو داؤد نے روایت
کیا ہے اور اس کے رجال ثقافت ہیں۔

اس کے سبب نزول میں وارد شدہ احادیث :

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے ام مہزول نامی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت طلب کی جو اس کے ساتھ
بدکاری کیا کرتی تھی، اور اس سے شرط رکھتی تھی کہ وہ اس کا خرچ برداشت کرے گی، تو
اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی یا آپ کے سامنے اس معاملہ کو ذکر
کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی :

”زانی عورت زانی یا مشرک مرد کے
علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرتی“

اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی
روایت بھی اسی میں شامل ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

مرشد بن ابومرثد غنوی مکہ سے قیدی
اٹھا کر لایا کرتے تھے، اور مکہ میں عناق نامی ایک بدکار عورت تھی جو ان کی دوست
تھی، راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے
لگے :

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کیا میں عناق سے شادی کر لوں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی:

”زانی عورت سے زانی یا مشرک مرد کے
علاوہ کوئی اور نکاح نہیں کرتا“

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے بلایا اور میرے سامنے یہ آیت پڑھی، اور فرمایا: تم اس سے نکاح مت کرو“

اسے ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے
روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن غریب قرار دیا اور کہا ہے کہ ہم اسے اس طریق کے
علاوہ نہیں جانتے۔

ان کا کہنا ہے کہ یہ اور اس طرح کی
احادیث بہت ہیں جو درج اس آیت:

”زانی مرد زانی یا مشرک عورت کے
علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتا“

میں نکاح سے مراد شادی پر دلالت کرتی
ہیں نہ کہ وطنی اور جماع پر، اور نزول کی صورت قطعی الدخول ہے؛ جیسا کہ فیصلہ شدہ
بات ہے۔

اور زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ
اللہ کہتے ہیں:

”زانیہ کے زنا کے متعلق اللہ سبحانہ

و تعالیٰ نے سورۃ النور میں اس کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے، اور بتایا ہے کہ جو بھی
زانیہ عورت سے نکاح کرتا یا تو وہ زانی ہے یا پھر مشرک کیونکہ یا تو وہ اللہ سبحانہ
و تعالیٰ کے حکم کا التزام کریگا، اور وہ اپنے اوپر اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے
یا نہیں، اگر وہ اس کا التزام نہیں کرتا اور اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ مشرک ہے، اور
اگر التزام کرتا اور اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے، اور اس کی مخالفت کرے تو وہ
زانی ہے، پھر اس کے حرام ہونے کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا:

”اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے“

اور یہ مخفی نہیں کہ اس آیت کو درج ذیل آیت سے منسوخ ہونے کا دعویٰ کمزور ترین قول ہے

فرمان باری تعالیٰ ہے :

”اور تم اپنے غیر شادی شدہ مرد و عورت کا نکاح کر دو“

اور اس سے بھی کمزور تو یہ ہے کہ نکاح کو زنا پر محمول کیا جائے۔

اس طرح تو آیت کا معنی یہ ہو جائیگا کہ :

”زانی تو زانیہ یا مشرکہ عورت کے

علاوہ کسی اور سے زنا نہیں کرتا، اور زانیہ عورت سے زانی یا مشرکہ مرد ہی زنا کرتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں، اور کلام اللہ اس طرح سے محفوظ اور مبرا ہے، اور اسی طرح آیت کو بدکار مشرکہ عورت پر محمول کرنا بھی آیت کے الفاظ اور سیاق سے انتہائی دور ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تو آزاد عورتوں اور غلام عورتوں کا نکاح عفت و عصمت کی شرط سے مباح کرتے ہوئے فرمایا :

﴿تَمَّ انْ كَمَا لَمْ يَكُنْ اِجَازَتٌ مِنْهُنَّ﴾

نکاح کر لو، اور قاعدے کے مطابق ان کے مہران کو دو، وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں۔

چنانچہ اس کا نکاح اس حالت میں مباح

کیا ہے اس کے علاوہ نہیں، اور یہ مفہوم دلالت میں سے نہیں، کیونکہ اصل میں حرمت ہے، اس لیے اس کی اباحت کو اس پر ہی مقتصر کیا جائیگا جو شریعت میں وارد ہے، اور اس کے علاوہ اصل پر حرام ہی ہے، ابن قیم رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی۔

ہم نے دو یہ دلائل ذکر کیے ہیں وہی دلائل ہیں جو زانی مرد کے عنیف عورت اور عنیف مرد کے زانیہ عورت سے شادی کی ممانعت کے دلائل ہیں، اور جب آپ کو زانی مرد اور عورت کے نکاح کے مسئلہ میں اہل علم کے اقوال اور ان کے دلائل کا علم ہو گیا تو اب ہم ان کے دلائل کا مناقشہ کرتے ہیں:

ابن قیم رحمہ اللہ کا قول کہ:

آیت میں زنا کو و طیٰ پر محمول کرنا، اس جیسے سے کتاب اللہ کو محفوظ رکھنا چاہیے، اس کا رد ابن عباس کے قول میں ہے کہ ابن عباس عربی زبان اور قرآن مجید کے معانی کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے آیت میں زنا کو و طیٰ پر محمول کیا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر یہ ضروری تھا کہ اس طرح کی کلام سے کتاب اللہ کو محفوظ رکھا جاتا، یہ بات صحیح ہوتی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس سے ضرور محفوظ رکھتے، اور یہ قول نہ کہتے، اور ان پر مخفی نہیں ہو سکتا کہ اس جیسی چیز سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

اور ابن عربی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس آیت میں زنا کی و طیٰ کے ساتھ تفسیر کرنے کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ معنی صحیح ہے۔ انتہی بواسطہ قرطبی۔

اور سعید بن مسیب اور امام شافعی کا قول کہ: آیت:

﴿زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت سے شادی نہیں کرتا﴾۔

اس آیت:

﴿اور اپنے میں سے غیر شادی شدہ مرد اور عورت کا نکاح کر دو﴾۔

سے منسوخ ہے، یہ مطلق آیت ”زانی مرد زانیہ یا مشرکہ“ سے عام ہے، لہذا مذکور آئمہ ثلاثہ کے مقرر کردہ اصول میں اسے منسوخ کا قول کہنا ممنوع ہے، بلکہ ابو حنیفہ کے مقرر کردہ اصول میں جائز ہے، جیسا کہ ہم اس کی وضاحت سورۃ الانعام میں کر چکے ہیں، اور سعید اور امام شافعی کے

منسوخیت والے قول کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے یہ آیت میں موجود قرینہ سے سمجھا ہے،
وہ یہ کہ :

آیت میں آزاد مرد و عورت کو اصلاح سے
مقید نہیں کیا گیا، بلکہ غلام مرد اور عورت میں اصلاح کی قید ہے، اسی لیے آیت کے
بعد آگے فرمایا :

اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے
نیک و صالح۔

اس کو مقید کرنے والے کتے ہیں اللہ
انہیں معاف کرے :

یہ آیت کریمہ تحقیق کے اعتبار سے سب
سے مشکل آیات میں شامل ہوتی ہے؛ کیونکہ اس میں نکاح کو شادی پر محمول کرنا مشرک مرد
اور مشرک عورت کے ذکر سے مناسبت نہیں رکھتا، اور نکاح کو وطیٰ پر محمول کرنا اس آیت
کے متعلق وارد شدہ احادیث کے مناسب نہیں جو آیت میں نکاح سے مراد شادی پر متعین کرنے
پر دلالت کرتی ہیں۔

اس آیت میں اشکال سے نکلنے کے لیے
مجھے کوئی واضح حُجج نہیں ملتا، لیکن کچھ تعصّف کے ساتھ، وہ یہ کہ اصولیوں کے ہاں سب
سے صحیح قول جیسا کہ ابوالعباس ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ ”فی علوم القرآن“ میں
تحریر کیا ہے، اور مذاہب اربعہ کے جلیل القدر علماء کی طرف منسوب کیا ہے وہ یہ
قول ہے کہ مشرک کو دو یا اس سے زائد معافی پر محمول کرنا جائز ہے، اس لیے آپ کے
لیے یہ کہنا جائز ہے :

چوروں نے کل رات زید کی آنکھ پر
زیادتی کی، اور آپ کی اس سے مراد یہ ہو کہ چوروں نے دیکھنے اور جاری آنکھ زخمی کر
دی، اور اس کی آنکھ ہی چوری کر لی جو اس کا سونا اور چاندی تھی۔

اور جب آپ کو یہ علم ہو گیا تو آپ یہ
جان لیں کہ نکاح کا لفظ وطیٰ اور شادی دونوں معنوں میں مشرک ہے، اس کے خلاف جس نے

ان دونوں میں سے کسی ایک کی حقیقت اور دوسرے کے مجاز کا خیال کیا، جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔

اور مشترک کو دو معنوں میں سے ایک پر محمول کرنا جائز ہوا تو آیت میں نکاح کو وطی اور شادی دونوں پر محمول کیا جاسکتا ہے، اور مشرک اور مشرکہ کا ذکر عقد کی بجائے نکاح کی تفسیر میں ہوگا، اور یہ اس تفسف کی ایک نوع ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں باقی علم تو اللہ کے پاس ہے۔

اور اکثر اہل علم زانیہ عورت سے شادی کی اباحت پر ہیں اور اس کی ممانعت میں کم، اور آپ کو سب کے دلائل معلوم ہو چکے ہیں۔

یہ بھی جان لیں کہ جنہوں نے عقیقت کا زانیہ عورت سے شادی جائز قرار دی ہے ان کے قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ زانیہ عورت کا خاوند دیوث ہو؛ کیونکہ اس نے اس زانیہ عورت سے اس کی حفاظت کرنے اور اسے ایسے کام کے ارتکاب سے روکنے کے لیے شادی کی تاکہ اسے اس عمل سے روک سکے جو کرنا جائز نہیں، کہ وہ اسکی ہمیشہ نگرانی کریگا۔

اور جب گھر سے باہر جائے تو گھر کے دروازے مقفل کر کے جائے، اپنے بعد اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی، یہ اس شدت غیرت اور اس کو شک والی چیز سے بچانے اور اس کو شک سے بچانے کے لیے کیا، اور اگر خاوند کا اپنی بیوی کی حفاظت کے باوجود بیوی سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو گیا جس کا خاوند کو علم نہیں تو خاوند پر کچھ نہیں، اور اس طرح وہ دیوث نہیں ہوگا جیسا کہ معلوم ہے۔

اس مسئلہ میں ہمارے لیے یہی ظاہر ہے کہ مسلمان شخص کو عقیقت عورت سے ہی شادی کرنی چاہیے، اس کے دلائل وہ آیات ہیں جو ہم ذکر کر چکے ہیں، اور یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ:

”تیرے ہاتھ خاک میں ملیں تو دین
والی کو اختیار کر“

باقی علم تو اللہ کے پاس ہے شیخ
شقیطی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی۔

دیکھیں: اضواء البیان (417/5)–

.(428)

واللہ اعلم.